۱۔ حمل میں جب جان پڑ جائے (یعنی ۱۲۰ دن بعد) تو اسقاط حمل کی شرعاً بالکل گنجائش نہیں، اگرچہ طبی تحقیق کے ذریعہ حمل میں کسی بیماری کا ظن غالب ہی کیوں نہ ہو جائے، کیونکہ جان پڑنے کے بعد اسقاط حمل قتل کے مشابہ ہے اور زندہ بچہ کو خواہ وہ کتنا ہی شدید بیمار اور معذور کیوں نہ ہو قتل کرنا کسی صورت جائز نہیں ہے۔ اسی طرح حمل میں جان پڑ جانے کے بعد اسقاط کرنا اور کروانا بھی جائز نہ ہوگا بالخصوص جبکہ امکان موجود ہے کہ طبی رپورٹ ہو اسی طرح درست نہ ہو یا رپورٹ درست ہو مگر پیدائش کے بعد اللہ کے حکم سے بچہ تندرست ہو۔

۲۔ البتہ حمل میں جان پڑنے سے قبل اگر طبی تحقیق سے حمل میں شدید بیماری یا نقص کا علم ہو جائے اور ماہر دیندار طبیب اسکے اسقاط کا مشورہ دے تو والدہ کیلئے شرعاً اسقاط کی گنجائش ہے۔

فی الشامیۃ: قال فی النہر: هل یباح الإسقاط بعد الحمل؟ نعم یباح ما لم یتخلق منه شیء ولن یکون ذلك إلا بعد مائة وعشرین یوما، وهذا یقتضی أنهم أرادوا بالتخلیق نفخ الروح وإلا فهو غلط لأن التخلیق یتحقق بالمشاهدة قبل هذه المدة کذا فی الفتح، وإطلاقهم یفید عدم توقف جواز إسقاطها قبل المدة المذکورة علی إذن الزوج۔ وفی کراهة الخانیة: ولا أقول بالحل إذ المحرم لو کسر بیض الصید ضمنه لأنه أصل الصید فلما کان یؤاخذ بالجزاء فلا أقل من أن یلحقها إثم هنا إذا أسقطت بغیر عذر۔ قال ابن وهبان: ومن الأعذار أن ینقطع لبنها بعد ظهور الحمل ولیس لأبی الصبی ما یستأجر به الظئر ویخاف هلاکه (شامی ۳/۱۷۶)

عبدہ محمود اشرف عفی عنہ
دار الافتاء — جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴
۱۸/۹/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح
احقر [illegible] عفی عنہ
۱۹-۹-۱۴۱۵ھ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
مفتی
[illegible]